تبصرہ کتب

سہ ماہی "تحقیقاتِ اسلامی"، علی گڑھ

مدیر : سیّد جلال الدین عمری
ناشر : ادارہ تحقیق و تصنیف اسلامی - پان والی کوٹھی، دودھ پور - علی گڑھ (انڈیا) - ۲۰۲۰۰۱
صفحات : ۱۲۰
سالانہ زرِ تعاون : ۱۲۰ روپے (پاکستانی)

سہ ماہی "تحقیقات اسلامی" "ادارہ تحقیق و تصنیفِ اسلامی علی گڑھ کا ترجمان ہے جو گزشتہ گیارہ سال سے باقاعدگی کے ساتھ شائع ہورہا ہے۔ فکر انگیز اداریوں، وقیع مقالات اور حسنِ ترتیب کے باعث اس کا شمار اُردو زبان کے گنے چُنے اہم دینی تحقیقی جرائد میں ہونے لگا ہے۔ زیرِ نظر شمارہ بارہویں جلد کا پہلا شمارہ ہے۔ اس میں اداریے کے علاوہ چار مقالات اور ایک کتاب "قرآنی مقالات" پر تبصرہ شامل ہے۔

اداریے میں جناب مدیر نے بابری مسجد کی شہادت اور اس کے بعد ہونے والے مسلم کُش فسادات کے حوالے سے برادر مسلمانوں کو مشورہ دیا ہے کہ وہ اپنے ہم وطنوں کے سامنے اپنا صحیح تعارف پیش کریں۔ اُن کے نظریہ و عمل سے یہ بات واضح ہونی چاہیے کہ مسلمان خیرِ امّت ہیں اور دینِ اسلام دنیا کی خیر و فلاح کا پیغام ہے۔ ہندوستان کے مسلمان خدا پرستی کی بنیاد پر اپنے ملک کی تعمیر و ترقی میں حصہ لینا چاہتے ہیں۔ جناب مدیر نے ہندوستانی مسلمانوں کے باہمی انتشار اور تشتّت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے توجہ دلائی ہے کہ باہمی اتحاد و تعاون بھی ضروری ہے، تاہم اُنہوں نے ایک اصولی بات مندرجہ ذیل اقتباس میں کہی ہے۔

> حالات ہزار خراب سہی لیکن مایوسی اور ناامیدی کا کوئی سوال ہی نہیں ہے۔ قوموں پر نازک سے نازک وقت آتا ہے اور کبھی بد ترین حالات سے اُنہیں گزرنا پڑتا ہے۔ اسی میں اُن کا امتحان ہے۔ جو قوم حالات کو ناساز گار اور ماحول کو ناموافق دیکھ کر نہ گھبرائے، مایوس نہ ہو، ہمت نہ ہارے، ہوش و حواس باقی رکھے، حالات کا مردانہ وار مقابلہ کرے اور استقامت اور پامردی کا ثبوت فراہم کرے، وہ کامیاب و کامران ہو کر ابھرتی ہے اور اپنا مقام آپ پیدا

کرتی ہے۔ اس کے برخلاف حالات کی سنگینی جس قوم کو مضمحل اور ناتوان کر دے اور ہر چھوٹی بڑی آزمائش کو اپنے لیے موت کا پیغام سمجھ لے، اُسے دنیا کی کوئی طاقت زندگی اور توانائی نہیں فراہم کر سکتی، وہ خود بخود ختم ہوتی چلی جاتی ہے۔ پھر یہ کہ جو قوم اللہ تعالیٰ کی ذات پر یقین رکھتی ہو وہ کبھی مایوس اور ناامیدی کا شکار نہیں ہو سکتی۔ اس لیے کہ سب سے بڑی قوت اسی کی ہے، اس سے بڑی کوئی قوت نہیں، ساری قوتوں کا سرچشمہ اُس کی ذات ہے۔ وہ جب چاہے ظلمتِ شب کو نورِ سحر میں تبدیل کر سکتا ہے اور موت کے سایوں میں زندگی کے آثار پیدا کرنا اس کے لیے ناممکن نہیں۔ حالات اگر تاریک ہیں تو اس کے حکم سے روشن اور تابناک بھی ہو سکتے ہیں لیکن یہ کرشمے اس وقت ظاہر ہوتے ہیں اور اُن لوگوں کے لیے ظاہر ہوتے ہیں جو ایمان و عمل کی دولت سے مالامال ہوں جو صرف ایک اللہ کی ذات پر بھروسہ رکھتے ہوں، جو ہر حال میں اس کے دامن سے چمٹے رہیں جو اس کے سوا کسی اور سے کوئی توقع نہ رکھیں اور اُسی کو اپنا آخری ملجاء و ماویٰ تصور کریں۔

مقالات میں پروفیسر محمد یٰسین مظہر صدیقی نے سورہ ہود کی آیات ۱۱۸-۱۱۹ کی روشنی میں "تخلیقِ انسانی کی غرض و غایت" پر گفتگو کی ہے۔ اِن آیات کی تشریح و تفسیر میں مفسّرین باہم منقسم ہیں۔ ایک گروہ کے نزدیک تخلیقِ انسانی کا مقصد "اختلاف مذاہب و عقائد" ہے جب کہ دوسرا گروہ اسے "اختلاف و رحمت" کے حوالے سے دیکھتا ہے۔ پروفیسر صدیقی نے متعارض آراء و تشریحات کا تجزیہ کر کے مفہوم متعین کرنے کی کوشش کی ہے۔ جناب مدیر کا مقالہ "غذا کا استعمال، اسوۂ حسنہ کی روشنی میں" اور ڈاکٹر عبدالمغنی کی تحریر "قرآن کا نظریہ کائنات" بھی دلچسپ اور فکر انگیز ہے۔

"عالمِ اسلام اور عیسائیت" کے حوالے سے جناب محمد رئیس کریمی کی کاوش "مستشرقین پر علمائے اسلام کی خدمات کا جائزہ" ہماری دلچسپی کا مرکز ہے۔ اگرچہ صحیح تر بات یہ ہے کہ جناب کریمی کی یہ کاوش "جائزہ" نہیں بلکہ اس موضوع پر عربی اور اُردو میں موجود کتابوں اور مقالات کی فہرست ہے۔ جناب مرتّب نے اپنی اِس کاوش کے "مکمل اور آخری" ہونے کا کوئی دعویٰ نہیں کیا تاہم اُن کی یہ کاوش اپنے موضوع پر اوّلیں ہونے کے باعث ازحد قابلِ قدر ہے۔

غیر مسلم مستشرقین ایک طویل مدّت سے اسلام اور پیغمبرِ اسلام کے حوالے سے لکھ رہے ہیں۔ اُن کے اُسلوب میں وقت کے ساتھ تبدیلی آئی ہے مگر بنیادی فکر جوں کی توں ہے۔ وہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ کا فرستادہ خیال نہیں کرتے اور نہ اسلام کو اللہ تعالیٰ کا کامل دین مانتے ہیں، تاہم سب ہی مستشرقین کا اندازِ نظر یکساں نہیں۔ اِن میں سے بعض وہ ہیں جنھوں نے اسلامی متون کی ترتیب و

تدوین اور اشاعت میں اپنی زندگیاں صرف کیں اور جانچ پڑتال کے بعد واضح ہوا ہے کہ وہ اپنی تحقیقی کاوشوں میں ہر لحاظ سے غیر جانبدار رہے ہیں۔ بعض اسلام کے ناقدین ہیں مگر وہ دنیا کے کسی دوسرے مذہب سے بھی جذباتی لگاؤ نہیں رکھتے۔ اُن کے ہاں اسلام اور پیغمبرِ اسلام سے وہ نفرت نہیں جو نسلی برتری کے شکار یہودی اہل قلم اور مسیحیت کی ترویج میں مصروف مبشرین کے ہاں پائی جاتی ہے۔ مستشرقین کا تیسرا گروہ وہ ہے جو تعصب سے بھرا ہوا ہے۔ اُسے اسلام میں کوئی خوبی دکھائی نہیں دیتی اور ہر اس بات کی مخالفت کرتے دکھائی دیتے ہیں جو اسلام کا امتیاز ہے یا اسے "یہودیت و مسیحیت" سے لی ہوئی صداقت قرار دیتے ہیں۔

غیر مسلم مستشرقین کے ہاں باہم مختلف نقطہ ہائے نظر رکھنے کے باوجود ایک بات مشترک ہے کہ وہ اپنے نقطۂ نظر کی تائید میں بڑی محنت سے دلائل جمع کرتے ہیں، اور اُنھوں نے اسلام اور اسلامی تہذیب و تمدن کے اُن پہلوؤں پر بھی بہت کچھ لکھا ہے جن پر بالعموم مسلمان اہل علم نے کچھ زیادہ نہیں لکھا۔ "انسائیکلوپیڈیا آف اسلام" اور "انڈکس اسلامیکس" پر طائرانہ نظر ڈالنے سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے۔

برصغیر میں مسلمان اہلِ قلم نے غیر مسلم مستشرقین، بالخصوص انگریزی زبان میں لکھنے والوں کی تالیفات کا مطالعہ کیا ہے اور ان سے حسب ضرورت استفادہ بھی کیا ہے تاہم سر سید احمد خان اور شبلی نعمانی سے لے کر معاصر اہل علم تک کا نقطۂ نظر اُن کے بارے میں مقلدانہ نہیں، ناقدانہ ہے۔ جہاں اُن کی بعض کتابوں یا ان کے اخذ کردہ نتائج کی تائید کی گئی ہے، وہیں اُن کے قابلِ گرفت افکار کی تردید میں بھی کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کیا گیا۔

جناب کریمی کی مرتّب کردہ فہرست میں بہت سی ایسی کتابیں اور مقالات درج ہونے سے رہ گئے ہیں جو گزشتہ چند سالوں میں پاکستان میں شائع ہوئے ہیں۔ مثال کے طور پر مغربی مستشرقین نے مسلمانوں کی "علم دشمنی" ثابت کرنے کے لیے اُن پر "کتب سوزی" کا الزام لگایا ہے۔ علامہ شبلی اور سیّد سلیمان ندوی کے مقالات کا حوالہ تو آ گیا ہے مگر شہیر نیازی کی کتاب "کتب خانہ اسکندریہ کی تباہی" اور استاد مرتضیٰ مطہری کی تالیف "ایران اور مصر میں کتب سوزی: مسلمانوں پر عائد ایک تاریخی الزام کا تجزیہ" (فارسی سے ترجمہ) درج ہونے سے رہ گئی ہیں۔ زیر نظر مختصر تبصرے میں اِس بات کی گنجائش نہیں کہ اُن سب کتابوں اور مقالات کا ذکر کیا جائے جنھیں اِس کتابیات میں ہونا چاہیے تھا مگر شامل ہونے سے رہ گئے ہیں۔ ان شاءاللہ بہ توفیق ایزدی "عالم اسلام اور عیسائیت" کے آئندہ کسی شمارے میں اِن کتب و مقالات کی فہرست درج کر دی جائے گی۔

جناب کریمی کے بعض اندراجات موضوع سے غیر متعلق ہیں مثلاً محمد شاہ پنجابی کی "مدار الحق" کو غیر مسلم مستشرقین کی کاوشوں سے کوئی تعلق نہیں، یہ سیّد نذیر حسین محدّث دہلوی کی تالیف

"معیار الحق" کے جواب میں لکھی گئی تھی۔ سیّد سلیمان ندوی کے مجموعۂ مکاتیب "بریدِ فرنگ" میں ایک خط ہی مستشرقین سے متعلق ہے، پوری کتاب اِس موضوع پر نہیں ہے۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اُن کے جانشین نورالدین بھیروی کی کتابوں کو "علمائے اسلام کی خدمات" کے تحت شمار کرنا کسی لحاظ سے درست نہیں ہے۔ صفحہ ۵۸ پر مرزا حیات دہلوی سے مراد شاید مرزا حیرت دہلوی ہیں۔ صفحہ ۵۷ پر مولانا محمد علی مونگیری کا ذکر دو مختلف ناموں سے کیا گیا ہے اور دونوں بار اُن کی تالیف "دفع التلبیسات" کا نام غلط لکھا گیا ہے۔ "مراسلات مذہبی" مولانا محمد علی کانپوری کی تالیف نہیں بلکہ اُن کے ایک عقیدت مند چودھری شیخ مولا بخش کی کاوش ہے۔ ان مولا بخش نے اس کتاب میں ۱۸۸ ایسی کتابوں کی فہرست درج کی ہے جو عیسائیوں کے اعتراضات کے جواب میں مسلم اہل علم نے قلمبند کی تھیں۔ مولانا رحمۃ اللہ کیرانوی کی "اظہار الحق" کے تراجم بزبانہای گجراتی و ترکی اُردو کتب کے تحت شمار کرنا بہت عجیب ہے تاہم اِس کتاب کے دو اُردو تراجم کا ذکر بر محل آ گیا ہے۔

"تحقیقات اسلامی" کے زیر نظر شمارے میں جس کتاب "قرآنی مقالات" پر تبصرہ شائع ہوا ہے، یہ پاکستان میں بھی شائع ہو گئی ہے۔ "قرآنی مقالات" فکر فراہی کے تحت لکھے گئے ۲۵ مقالات پر مشتمل ہے جو ۱۹۳۶ء سے ۱۹۳۹ء کے درمیان مولانا امین احسن اصلاحی کی ادارت میں شائع ہونے والے ماہنامہ "الاصلاح" (سرائے میر) میں شائع ہوئے تھے۔ "الاصلاح" کے فائل پاکستان کی حد تک نادر و نایاب ہیں اور "النادر کالمعدوم" کے پیشِ نظر "قرآنی مقالات" کی کتابی اشاعت شائقین کے لیے اپنے اندر دلچسپی کا سامان رکھتی ہے۔ (اختر راہی)

مراسلت

محمد منصور الزمان صدیقی
صدیقی ٹرسٹ۔ کراچی

["عالم اسلام اور عیسائیت" بابت اپریل ۱۹۹۳ء میں سماعی راویت پر انحصار کرتے ہوئے لکھا گیا تھا کہ مولانا امداد صابری کی تالیف "فرنگیوں کا جال" دوبارہ کراچی سے شائع ہو گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ]

"[صدیقی ٹرسٹ نے] فرنگیوں کا جال شائع نہیں کی بلکہ اِس نام سے کتاب کا ایک باب شائع کیا تھا جو اب ختم ہو چکا ہے۔"